ملفوظاتِ مہریہ

فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ
میرے اُن بندوں کو خوش خبری سُنا دو جو بات سُن کر بہتر کی پیروی کرتے ہیں

مقالاتِ مرضیّہ

اَلْمَعْرُوْف بِہٖ

ملفوظاتِ مہریہ قدس اللہ سرہ العزیز

یعنی حضرت عالم ربّانی عارفِ لاثانی سیّدنا و مولانا
قبلۂ عالم خواجہ سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ حسنی گیلانی کے ملفوظات مبارکہ

بایمأ
حضرت سیّد پیر غُلام محی الدّین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

جناب سیّد پیر غلام معین الدّین شاہ صاحب و سیّد پیر شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہما العالی

بار ——— چہار ا

تعداد ——— چار ہزار

مقامِ اشاعت ——— گولڑہ شریف۔ ضلع اسلام آباد

مطبع ——— پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ لاہور

فون: ۶۸۱۴۳۳۹، ۶۸۶۴۱۶۴، ۶۸۶۵۰۱۰

کاتب ——— مُنشی خُوشی محمدّ ناصر قادری خُوش رقم

صَفرُ المُظفّر ۱۴۱۸ھ مُطابق جون ۱۹۹۷ء

ہدیہ ——— ۶۵ روپے

پشاوری جو سفرِ حج میں مولوی غلام جیلانی صاحب مرحُوم کے ہمراہ تھا نے بیان کیا کہ بیت اللہ شریف میں مولوی صاحب کو خبر مِلی کہ کوئی شخص مغربی اتفاقاً آیا ۔ ہے اور عوام و خواص کا مرجع بنا ہے ۔ مولوی صاحب نے بھی اس کی زیارت کا ارادہ کیا ۔ راستہ میں اپنے بعض متعلقین سے کہا کہ پہلے جا کر میرا حال اور شخصیّت اُن کے سامنے بیان کرو ۔ تاکہ وُہ لاعلمی سے میرے معاملہ میں بے التفاتی نہ برتیں ۔ بعدہٗ مولوی صاحب نے نامبردہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیلِ علم الحرُوف کے لیے عرض کیا ۔ اُنہوں نے ایک ساعت تامّل کر کے کہا کہ اِس بات کا جواب کل آپ کو دیا جائے گا ۔ مولوی صاحب چُونکہ مدمّغ آدمی تھے ۔ اُن کی اِس گفتگو سے اُنہیں اپنی کسرِ شان کا احساس ہُوا ۔ اِس لیے فرمایا کہ توقّف اور تامّل کی وجہ کیا ہے؟ مغربی صاحب نے کہا کہ یہ علم چُونکہ اہلِ بیتِ کرام علیہمُ السّلام کے خواص میں سے ہے اور اُن کی اجازت کے بغیر تعلیم نہیں کیا جاتا ۔ اِس لیے آج رات کو استخارہ کرُوں گا ۔ اگر اُن کی جانب سے اجازت مِلی تو بیان کر دُوں گا ۔ ورنہ نہیں ۔ دُوسرے دِن مولوی صاحب سے کہا گیا کہ تیاری کریں تاکہ مغربی صاحب کے پاس چلا جائے ۔ مگر مولوی صاحب نے فرمایا میں ہرگز نہیں جاؤں گا ۔ کیونکہ مجھے اِس علم کے حاصل کرنے کا نہایت اشتیاق اور عشق ہے ۔ اور اگر مغربی صاحب نے کہہ دیا کہ مجھے استخارہ میں آپ کے متعلق ممانعت کی گئی ہے تو باقی تمام عمر مایُوس ہی رہنا پڑے گا ۔ بالفعل اِتنا اُمیدوار تو ہُوں کہ شاید حاصل ہو جائے ۔ اور اگر موت آگئی تو بھی اِس کے عشق اور تمنّا میں مرُوں گا ۔ حاصل یہ کہ تمنّائے حصُول میں مر جانا بہ نسبت مایُوسی کے بہتر ہے ۔

ملفُوظ ۔ ۳

ایک دن حضُورِ اقدسؒ حسبِ عادۃ شریفہ دربارِ متبرکہ میں رونق افروز تھے ۔ طالبِ علم اور سامعینؒ فصُوص الحکم کا سبق سُننے کے لیے حاضر ہُوئے ۔ آپ نے بندہ کو شرفِ خطاب بخش کر فرمایا ۔ کہ تمہیں کس طرح خبر ہُوئی کہ آج کل یہاں یہ سبق پڑھایا جا رہا ہے ۔ بندہ نے عرض کیا ۔ مجھے مولوی غلام محمد صاحب نے اطلاع دی ۔ اور اُن کو حافظ اللہ بخش خلف الرّشید جناب میاں حاجی کریم بخش صاحب سیٹھی نے بتایا تھا کہ آج کل گولڑہ شریف میں ایک مولوی صاحب نے جو میرا شریف سے آئے ہیں کتاب فصُوص الحکم کا سبق لینا شروع کیا ہے ۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تُم یہ اطلاع ملتے ہی کتابیں بغل میں ڈال روانہ ہو لیئے ۔ بندہ نے عرض کیا کہ جی ہاں ۔ وُہ دِن قاضی سراج الدّین صاحب وکیل ساکن راولپنڈی کی دعوت کے لیے مخصُوص تھا ۔ کیوں کہ قاضی صاحب نے ایک نیا مکان تیار کرایا تھا اور کئی دفعہ عرض کر چکے تھے کہ جب تک حضُورِ انورؒ اِس مکان میں تشریف نہ لے جائیں گے میں اِس میں داخل نہیں ہُوں گا ۔ بدیں وجہ آپ نے فرمایا کہ آج کا سبق راولپنڈی میں قاضی صاحب کے مکان پر ہو گا ۔ اور چُونکہ اِس کتاب کا سبق ایک نعمتِ عظمیٰ ہے لہٰذا اِس کے حاصل کرنے والوں کا امتحان ہونا چاہیئے ۔ تاکہ طالبِ صادق کی تصدیق ہو سکے اِس لیے سب کو اسی وقت عین دوپہر میں پاپیادہ راولپنڈی جانا ہو گا ۔ البتّہ صرف مولوی غازی صاحب کو سواری دی جائے گی ۔

بعدہٗ آپ نے افادۃً فرمایا کہ اکثر آدمی حضرت الشیخؒ کی عبارتِ ذیل اوجد الاشیاء وھو عینھا سے وہم میں پڑے ہیں ۔ اور اِس عبارت سے خالق و مخلُوق کا اتحاد سمجھ کر حضرت الشیخؒ پر ناحق زبانِ تکفیر و تشنیع دراز کرتے ہیں ۔ حالانکہ حاشا و کلاّ از رُوئے تحقیق حضرت الشیخؒ کی ہرگز یہ مُراد نہیں ہے ۔ کیونکہ لفظ عین کے دو معنی ہیں ۔ ایک یہ کہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز اپنی عین ہے یعنی بطریق حمل اوّلی چنانچہ الانسانُ انسانٌ ۔ اور دُوسرا معنی عین کا یہ ہے کہ مابہ القوام یعنی وُہ چیز جس کے ساتھ دُوسری چیز کا قیام ہو ۔ اور یہاں یہی معنی مُراد ہے نہ معنی اوّل پس وھو عینھا کا یہ معنی ہے کہ اگر واجب کا تعلق مخلُوقات سے قطع نظر کیا جاوے تو مخلُوق کا

فی نفسہٖ کوئی وجُود نہیں ۔کیونکہ مخلوق از قسمِ ممکن کے ہے اَور ممکن کا وجُود و عدم یکساں ہوتا ہے۔

پھر آپ نے بندہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے یہ بات صرف اِس کے افادہ کے لِیے بیان کی ہے ۔کیونکہ باقی حاضرین نے تو یہ بات سُنی ہوئی ہے ۔کاتب الحرُوف نے اِس بندہ نوازی پر آپ کا شُکریہ ادا کیا۔

بعدہٗ حضُورؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ اکبرؒ اَور شیخ الشیُوخ شیخ شہابُ الدّینؒ السہروردی کا کسی بازار میں اِتفاقیہ گذر ہوا۔ ہر ایک بزرگوار دُوسرے کو دیکھ کر گذر گیا۔ کسی نے حضرت الشیخؒ سے شیخ الشیُوخؒ کے بارہ میں اِستفسار کیا۔ کیف وجدتہ (حضرت شیخ الشیُوخ کیسے شخص ہیں) تو حضرت الشیخؒ نے فرمایا۔ رجلٌ مَلِیٌ اتباعًا وسنۃً یعنے شیخ الشیُوخؒ اِتباع سُنّتِ نبویؐ میں کامل اَور بھرپُور مرد ہیں۔ کسی اَور شخص نے شیخ الشیُوخؒ سے حضرت الشیخؒ کے بارہ میں پُوچھا تو اُنہوں نے فرمایا۔ رَجُلٌ مَلِیٌ حکمۃً واسرارًا یعنے حضرت الشیخ اکبرؒ ایک مرد ہے جو حکمت اَور اسرارِ الٰہیہ سے سرتاپا بھرپُور ہے۔ شیخ الشیُوخؒ اپنے مُریدوں کو حضرت الشیخؒ کی مجلس وصُحبت سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اَور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے تھے کہ چُونکہ حضرت الشیخؒ کا کلام نہایت بلند و عمیق ہوتا ہے۔ اَور ہر شخص میں اس کے سمجھنے کی قابلیّت نہیں ہوتی۔ اِس لِیے عوام النّاس کو منع کرتا ہُوں کہ بھٹک نہ جائیں حضرت الشیخؒ کی وفات حسرت آیات پر شیخ الشیُوخؒ نے نہایت رنج و ا م ظاہر کیا۔

پھر حضُورِ انورؒ نے فرمایا کہ ایک شخص ہر روز دس بار حضرت الشیخؒ پر لعنت کہا کرتا تھا۔ حضرت الشیخؒ نے جب اس کے مرنے کی خبر سُنی اس کے جنازہ پر تشریف لے گئے اَور ستّر ہزار بار نفی اثبات کا ذِکر کر کے اس کے لِیے دُعائے مغفرت فرمائی۔ کیونکہ وُہ شخص اُن کی وجہ سے گرفتارِ عذاب تھا۔

حضُورِ انورؒ نے فرمایا کہ حضرت الشیخؒ کا کشف اِس قسِم کا تھا کہ جب کسی شخص پر تین بار نظر ڈالتے تھے۔ اس کا مفصّل حال میثاق سے حشر تک مشاہدہ فرمالیتے تھے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت الشیخؒ گویا حکمی فرزند حضرت غوث پاکؓ کے ہیں۔ کیونکہ حضرت الشیخؒ کے والد علی عرب کی کوئی اَولاد نہ تھی۔ وُہ ہر ولی اللہ کے پاس جا کر اَولاد کے لِیے اِستدعا کرتے تھے اَور یہی جواب ملتا تھا کہ تمہاری قِسمت میں کوئی اَولاد نہیں ہے۔ آخر الامر حضرت غوث پاکؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی عرض کیا۔ حضُور غوث پاکؓ نے فرمایا کہ میں نے لوحِ محفُوظ پر نظر کی مگر تمہارے نصیب میں اَولاد نہیں ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ اگر تقدیر ہی میں نہیں ہے تو پھر حضُور میں حاضر ہونے سے کیا فائدہ حاصِل ہوا۔ حضُور غوث پاکؓ نے مہربانی سے فرمایا کہ میرے پاس آؤ اَور اپنی پشت میری پشت سے ملاؤ۔ میری صلب میں ایک فرزند باقی ہے وُہ میں نے تم کو بخشا۔ اِس ذریعہ سے حضرت الشیخؒ کا علی عرب صاحب کے گھر تولّد ہوا۔ بعدہٗ حضُورِ انورؒ نے فرمایا۔ کہ حضرت غوث پاکؓ کا حال اَور معاملہ بھی عجیب و غریب ہوا ہے۔ حضرتؓ کی شبِ ولادت باسعادت میں دوسو بیس ۲۲۰ مولُود تولّد ہُوئے اَور حضُورؓ کی برکت سے سب کے سب اَولیاء ہُوئے۔ بچپن میں حضُور غوث پاکؓ اپنے ہم عُمر لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ناگاہ ایک گائے اُس طرف آئی اَور کہنے لگی کہ عبدالقادرؓ تجھے اِس کام (کھیل) کے لِیے پیدا نہیں کیا گیا۔ جب حضرت غوث پاکؓ کی عُمر چند سال کی ہُوئی تو عِلم حاصِل کرنے کے لِیے سفر کا اِرادہ فرمایا۔ حضرتؓ کی والدہ ماجدہؓ نے چند دینار آپ کی گودڑی میں ٹانک دیئے کہ سفر میں کام آویں گے۔ اَور بوقتِ رُخصت نصیحت فرمائی کہ اَے فرزند ہرگز جھُوٹ نہ بولنا۔ (حضرتؓ کی والدہ ماجدہؓ بھی صاحبِ ولائیت تھیں) حضرتؓ رُخصت ہو کر ایک قافلہ کے ساتھ چلے دَورانِ سفر ڈاکوؤں کے ایک بھاری گروہ نے قافلہ کو گھیر لیا۔ اُن کے سردار نے حضرتؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس کوئی قیمتی چیز ہے؟ حضرتؓ نے فرمایا۔ ہاں میری اِس گودڑی میں چند دینار ہیں۔ سردار کو یقین نہ ہوا۔ اس نے خیال کیا کہ شاید بطور خوش طبعی فرمارہے ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے درہم بھی ظاہر نہیں کرتا چہ جائیکہ

دینار! اسی طرح اور ڈاکوؤں نے بھی یکے بعد دیگرے آپؓ سے پُوچھا تو حضرتؓ سب کے جواب میں یہی فرماتے رہے۔ آخرالامر اُنہوں نے کہاکہ اگر آپ کے پاس دینار ہیں تو ظاہر کرو حضرتؓ نے فی الفور دینار گودڑی سے نکال کر سامنے کر دیئے۔ سب ڈاکو حضرتؓ کی صداقت و راست بازی سے متعجب و حیران ہو کر سچائی کی وجہ پُوچھنے لگے حضرتؓ نے فرمایا کہ مجھے میری والدہ محترمہؓ نے بوقت وداع نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ نہ بولنا۔ اس واسطے بموجب فرمان حضرت والدہ ماجدہؓ جو کچھ میرے پاس تھا سچ سچ ظاہر کر دیا۔ وُہ سب لوگ اپنے گذشتہ اعمال پر پشیمان ہو کر کہنے لگے سُبحان اللہ! اس شخص نے باوجُود خطرہ کے اپنی والدہ کی نافرمانی روا نہیں رکھی۔ ادھر ہم ہیں کہ اپنے مالکِ حقیقی کی نافرمانی میں مشغُول ہیں۔ سب نے حضرتؓ کے دستِ مُبارک پر توبہ کی۔ اور بداعمالی سے پشیمان و تائب ہو کر عذاب الیم سے نجات پائی۔

حضُورِ انورؒ نے فرمایا کہ حضرت غوث پاکؓ کی یہ پہلی کرامت تھی۔ اس موقعہ پر حافظ سراج الدین نے عرض کیا کہ حضرتؓ کا ظہُور کس سنہ میں ہوا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۴۷۱ھ میں اور وفات سنہ ۵۶۲ھ میں ہُوئی۔ کیونکہ مادۂ ولادت آپ کا عاشق ہے اور مادۂ وفات معشُوقِ الٰہی۔ پھر حضُورِ انورؒ نے شعر ذیل پڑھا ؎

سِنینش کامل و عاشق تولّد وصالش داں ز معشُوق اِلٰہی

۹۱ ۴۷۱ ۵۶۲

(یعنی آپ کی عمر مبارک ۹۱ سال ہے جو لفظ کامل کے عدد ہیں۔ اور سنِ ولادت لفظ عاشق سے ظاہر ہوتا ہے جس کے عدد ۴۷۱ ہیں۔ اور سنِ وصال لفظ معشُوقِ الٰہی سے مفہُوم ہوتا ہے جس کے عدد ۵۶۲ ہیں)

اور نیز آپ نے فرمایا کہ شیخ سعدیؒ کو بھی حضرتؓ کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔ کیونکہ میرے ایک مہربان نے ذکر کیا ہے کہ اُس نے مُلتان میں ایک قلمی نسخہ گُلستان کا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں کا لکھا ہُوا دیکھا جس میں حکایت ذیل یعنی شیخ عبدالقادرؓ را دیدند کہ بر درِ کعبہ نشستہ بُود الخ میں بلفظ "دیدم" لکھا تھا۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ سعدی حضرتؓ کے ہم عصر تھے پس اغلب ہے کہ [illegible] بنابریں حضرت شیخ الشیوُخؒ، شیخ سعدیؒ کے پیرِ صحبت ٹھہرے۔ چنانچہ رُباعی ذیل میں اُنہوں نے کہا ہے۔

رُباعی

مرا پیر دانائے مُرشد شہاب — دو اندرز فرمُود بر رُوئے آب
یکے آنکہ در خویش خُود بیں مباش — دِگر آنکہ در غیر بد بیں مباش

یعنی مجھے میرے مُرشد حضرت شیخ شہابُ الدینؒ نے دریا کے سفر میں دو نصیحتیں فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے کمال پر نظر مت رکھ۔ دُوسری یہ کہ کسی کے عیب پر نگاہ نہ رکھ۔

بعدہٗ حضُورؒ نے فرمایا کہ حضرت جلال الدین بُخاری اُچی علیہ الرحمۃ حضُور غوث پاکؓ کے مقولۂ ذیل فطوبیٰ لمن رأنی اور رای من رأنی اور رأ من راء من رأنی (یعنی اس کے لیے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو) پر فخریہ فرماتے تھے کہ میں اس بشارتِ عظمیٰ میں داخل ہُوں۔ کیونکہ میں حضرت غوث بہاؤ الحقؒ مُلتانی کا مُرید ہُوں۔ اور وُہ حضرت شیخ الشیوُخؒ کے اور شیخ الشیوُخؒ کو شرفِ زیارت حضرت غوث الاعظمؓ حاصل ہے۔